© rasailojaraid.com

۱۵- پرسنل لا بورڈ کے کرنے کا کام [illegible]

شبہ نہیں کہ معاشرہ کا جو فساد ہے اور جس کی وجہ سے حکومت یا عدلیہ کو مسلم پرسنل لا میں
دخل اندازی کا موقع ملتا ہے اس کا سبب خود مسلم معاشرہ میں بگاڑ ہے
اس لئے مسلم پرسنل لا بورڈ کا کام صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ اس سلسلہ میں مسلمانوں کے
[illegible] سے حکومت کو باخبر رکھے، (یہ کام حکومت کی سی آئی ڈی بہت اچھی طرح [illegible])
یا اس سے کچھ مطالبات کرتا رہے بلکہ اسے چند اور اقدامات بھی کرنے چاہئیں۔

(۱) لوگوں کو نکاح و طلاق، نفقہ، سکنیٰ اور تحکیم وغیرہ کے مسائل سے روشناس
کرایا جائے۔ تحکیم اگرچہ طلاق واقع ہونے کے لئے شرط نہیں ہے۔ لیکن بگڑے تعلقات
کا یہ وہ علاج ہے جو اللہ نے تجویز کیا ہے۔ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِھِمَا فَابْعَثُوْا
حَکَمًا مِّنْ اَھْلِهٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ
بَیْنَھُمَا (النساء: ۳۵) اور اگر کہیں تم لوگوں کو میاں بیوی کے تعلقات بگڑنے
کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں
میں سے مقرر کر دو۔ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت
کی صورت نکال دے گا، ہم نے اللہ کا بتایا ہوا یہ نسخۂ شفا اپنے معمولات سے خارج
کر دیا ہے۔ اس کی وجہ سے تفریق بین الزوجین کا تناسب بڑھ گیا ہے جب
(ب) قوانین کے مسائل سے کما حقہٗ واقفیت ہو جائیگی تو ان [illegible]
ہے، شریعت
ہو جائیں گے،
پر قانع رہنے کی کو

ضرورت اس کی ہے کہ (ج) اور اختلافی مسائل میں مختلف الفکر علماء کے درمیان مذاکرات
(د) کی راہ اختیار کی جائے۔ تین طلاقوں کے بارے میں

۱۶- علماء کرام کی خدمت میں

ہیں اس کی ذمہ داری [illegible] علماء [illegible] سے اختلاف مشہور ہے۔ چند سال پہلے مفتی
بنی اسرائیل کے نبیوں سے مشابہ [illegible] پر احمد آباد میں ایک سیمینار منعقد ہوا تھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہونے کی وجہ سے علماء کے درمیان اختلاف نظر کم ہوا تھا۔

طلاقِ مکرہ (جبری طلاق) کے بارے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بہت معروف ہے۔ (۵) فرجہ طلاق غضبان اور طلاق سکران (غصہ یا نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق) امام تیمیہ علیہ الرحمہ جیسے اہل علماء کے نزدیک واقع نہیں ہوتی۔ مقلدین فی الفقہ سے درخواست ہے کہ وہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی فکر اور جرأت پیدا کریں۔ انھوں نے زوجہ مفقود الخبر کی مدت انتظار کے بارے میں عورتوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے فقہ حنفی کو چھوڑ کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ (ملاحظہ ہو ان کی کتاب الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ (۶)) اسی پر مجنون اور عنین (نامرد) کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اجتہاد پر ایک ثواب اور صحیح اجتہاد پر دوہرے ثواب کا اجر ہمیں یہ نصیحت دیتا ہے کہ اختلافی مسائل میں سہل ترین راہ عموماً (اور فتنہ کے احتمال کی صورت میں خصوصاً) اختیار کی جانی چاہیے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ (البقرہ۔ ۱۸۵) اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا۔ پس اگر اختلافی مسائل میں تیسیر کی راہ اختیار کی جائے تو یہ منشائے قرآنی کے عین مطابق ہوگا۔

(ج) جگہ جگہ شرعی پنچائتیں قائم کرے جہاں ہر مرد و عورت کی جائز شکایات کا تدارک ہو کیونکہ عدالتیں انھیں مقدمات کو فیصل کیا کرتی ہیں جو دادرسی کے لئے ان کے یہاں داخل کی جاتی ہیں اگر مسلمان ان عدالتوں میں جانا چھوڑ دیں تو وہ بھلا کیسے فیصلے صادر نہیں کر سکتیں۔ یہ تو دراصل ہم ہیں جو انھیں مداخلت فی الدین کی دعوت دیتے ہیں۔

(د) ایک مرکزی قانونی بورڈ تشکیل دے جس میں ایسے قانون دانوں کی خدمات حاصل کی جائیں جو دین کا بھی علم، فہم اور شعور رکھتے ہوں تاکہ وہ ہوا کے رخ کو دیکھتے رہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ہندوستان کے تمام قانون ساز اداروں میں جو کچھ بھی بل پیش ہوں ان کا مطالعہ [illegible] شریعت اسلامیہ کے نقطۂ نظر سے ان کے اسقامات کی نشاندہی کریں گذشتہ سالوں میں پاس کئے گئے قوانین کا مطالعہ کر کے ان کے اسلامی شریعت سے متصادم دفعات کی بھی نشاندہی ضروری ہے۔

(د) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۵ (۱) د قانونی طور سے بلاشبہ قابل اعتراض ہے جس پر آج تک مقننہ نے غور کیا نہ عدلیہ نے یہ دفعہ صرف ان عورتوں کو تحفظ دیتی ہے جن کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے "آحساس مو نفع"، سے وہ عورتیں کیوں فائدہ نہیں اٹھا سکتیں جو کسی طرح محنت و ملازمت کر کے اپنا خرچ چلاتی ہیں۔ یہ قانون کی عدم مساوات ( ) ہے جس کے تحت ہر مطلقہ کو برابر کے حقوق نہیں مل رہے ہیں۔ دیکھئے اسلام نے عورتوں کو مال رکھنے اور کمانے کی آزادی دی ہے لیکن اس کا نفقہ شوہر کے اوپر فرض ہے۔ اس باب میں کمانے والی یا نہ کمانے والی کے درمیان کوئی تفریق نہیں۔ دراصل دنیا کو اس الہی قانون (قرآنی قانون) سے ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے، ہماری مانگ ہے کہ حکومت ہند اگر ہندوستان کی تمام عورتوں کے ساتھ انصاف کرنے میں واقعی مخلص ہے تو اسے سب سے پہلے یعنی مرحلہ اول میں اسلام کا پورا عائلی نظام اختیار کر لیا جائے اس کے بعد ہی اسے اس نظام کی برکتوں کا اندازہ ہوگا لیکن یہ نظام ان تمام غیر اسلامی اسقامات سے صرف نظر کرتے ہوئے اختیار کرنا چاہئے جو موجودہ شریعت ایکٹ میں پائے جاتے ہیں۔ ورنہ

۱۶- مقننہ اور عدلیہ سے

(ب) مقننہ ( ) دستور کی دفعہ
۲۵ تا ۳۰ متعلقہ بنیادی حقوق کی پابندی ہے گولک ناتھ کیس (سپریم کورٹ آف انڈیا)
گذشتہ ۱۹۶۷ء میں بنیادی حقوق ( )
[illegible] ( )
ابدی فوقیت [illegible] ہے دستور کا آرٹیکل [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خرچے سے بچ نکلنے کی راہیں پیدا کرتے رہیں۔ اس مسئلہ سے نمٹنے کے لئے دستور میں ترمیم کر دینا مناسب ہوگا، لیکن اگر یہ مشکل ہے تو پھر جس طرح آرٹیکل ۲۵ (۲) (۱) سے سکھوں کا کرپان رکھنا مستثنیٰ کر دیا گیا ہے اسی طرح آرٹیکل ۴۴ کے احکامات سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کر دینا چاہئے۔ پھر حالات میں اگر زوجین کے تعلق سے کوئی دشواری محسوس کی جا رہی ہو تو جو فریق اسلامی قانون کی بے حرمتی کا مرتکب ہو اس پر جرمانہ کرنے کا قانون بنایا جا سکتا ہے۔ جس کی رقم زوجہ یا فریق ثانی کو دی جانی چاہئے جیسے کوئی مرد اگر اپنی بیوی کو بغیر شرعی وجہ کے طلاق دے تو طلاق تو واقع ہو جائے گی لیکن اس طریقہ غیر شرعی کو سزا کے طور پر شوہر سے جرمانہ وصول کر کے سرکاری خزانے میں محسوب کرنے کے بجائے مطلقہ کو دیا جائے۔ مزید یہ کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۷ (۳) ب کو دفعہ ۱۲۵ کے ساتھ ختم کر دیا جائے یا دفعہ ۱۲۵ (ب) کی تشریح میں بیوی کی تعریف سے مطلقہ کو خارج کر دیا جائے۔

(۳) عدالتوں کا کام یہ ہے کہ جذبات سے مبرا ہو کر قانون کا انطباق کیا کریں اور یہ بنیاد سمجھ لیں کہ وہ تمام قوانین بشمول قرآنی قوانین کی کامل تعبیر کا حق رکھتی ہیں لیکن شرعی قوانین بنانا بھی ان کے فرائض میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ ملکی موقت قوانین کو نافذ کرنے کا اختیار رکھتی ہیں۔ مسلم مسائل کے تعلق سے ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کسی شرعی پنچایت نے اگر کوئی فیصلہ کر دیا ہو اور قوت نافذہ نہ ہونے کی وجہ سے نافذ کرنے سے وہ معذور ہو تو اس فیصلہ کو قانونی حیثیت دیں تاکہ اس کا نفاذ ہو جائے جیسا کہ عام پنچایتی فیصلوں کے ساتھ کیا جاتا ہے نیز کسی نافذ شدہ فیصلہ میں دخل اندازی نہ کریں جیسا کہ امارت شرعیہ بہار کے فیصلوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو ان عدالتوں پر مسلمانوں کا اعتماد بحال ہو سکتا ہے۔ وکلمۃ اللہ ھی العلیا۔

© rasailojaraid.com

عربی علوم و فنون

اور جدید مغربی ادب

——— شمیم احسن امانت اللہ

علم و ادب کا سرمایہ رکھنے والی قومیں جہاں جاتی ہیں وہاں اپنے علمی اثرات، ثقافت کے نقوش اور تہذیب و تمدن کے ایسے روشن منارے چھوڑ جاتی ہیں جن سے دنیا ہمیشہ رہنمائی حاصل کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح عرب قوم اگر ایک طرف جرأت و شجاعت، ہمت و استقلال اور عزم و ثبات کا پیکر تھی تو دوسری طرف علوم و فنون، حکمت و معرفت اور تہذیب و تمدن کی عظیم دولت سے مالا مال بھی تھی، اس قوم نے جن جن مقامات پر فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑے وہاں علوم و فنون کے دریا بھی بہا دیئے۔ چنانچہ اپنی فتوحات کے دائرہ کو وسیع کرتے ہوئے عربوں نے جب اندلس کو فتح کیا تو اسے عربی ثقافت اور علوم و فنون کا مرکز بنا دیا۔ اور پھر یورپ نے دل کھول کر اس گہوارۂ علم سے استفادہ کیا۔ یورپ قرون وسطیٰ میں نہ صرف فلسفہ و ادب بلکہ دیگر تمام علوم و فنون میں عربوں سے بہت پیچھے تھا۔ لیکن عربوں کے انہیں ذخیروں سے استفادہ کر کے آج وہ اپنا سر فلسفہ اور ادب کے میدان میں بھی بلند کر رہا ہے۔ اور اس سے کہیں بڑھ کر آج وہ علم و فن کے میدان میں دنیا کی قیادت کا دعویدار بھی ہو گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت کا مطالعہ کرنے والوں اور اصحاب علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان کے بیشتر علوم عربوں ہی کے مرہون منت ہیں خواہ وہ ادب ہو یا حکمت، فلسفہ ہو یا منطق، کیمیائی علوم ہوں یا ریاضیات کے اصول ہوں [illegible] ہو یا فن تعمیر، صنعت ہو یا تجارت، الغرض تمام علوم و فنون عربوں کے مرہون منت ہیں۔

اہل یورپ کو قدیم یونانی فلسفہ [illegible]

یہاں تک کہ فلسفے کے عربی زبان میں منتقل ہونے سے پہلے یورپ یونانی فلسفے سے بالکل ناآشنا تھا۔ اسی طرح یورپ کو عربی علوم سے متعارف کرانے میں اندلس اور صقلیہ کے علما کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔ صقلیہ نے جو عربوں کے ۱۳۰ سالہ دورِ حکومت میں علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے اپنے علوم و فنون کی بارش سے پورے یورپ کو خوب خوب سیراب کیا اور یہ اسی گلشنِ علم و ادب کی خوشبو ہے جس نے آج تک یورپ کی فضا کو معطر کر رکھا ہے۔

خود نورمانی بادشاہوں نے عرب علما، اور دوسرے مترجمین کی مدد سے بہت سی عربی کتابوں کا لاطینی زبانوں میں ترجمہ کروایا، چنانچہ روجر ثانی نے ۱۱۰۱ء میں مشہور جغرافی ابو عبداللہ محمد بن الادریسی کو پورے آباد علاقوں کا عربی زبان میں جغرافیہ تیار کرنے کا کام سپرد کیا تھا۔

اندلس اور صقلیہ کے علاوہ صلیبی جنگوں کے زمانے میں یورپ کو مصر، سوریا اور فلسطین نے بھی تہذیب و تمدن کے بہت سے خزانے دیئے ہیں۔

یورپ عربی حضارت اور ثقافت سے جس قدر متاثر ہوا ہے اس کا موجودہ دور میں پورا پورا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ یورپ کی تاریخ میں قرونِ وسطیٰ کا زمانہ ایہام و ظنون کی تاریکی میں اس طرح گھرا ہوا ہے کہ اصل حقیقت کا پتہ لگانا ہی مشکل ہو گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اندلس میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک طویل جنگ کے بعد جب مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو وہاں کی فضا عربوں کے خلاف نفرت و تعصب اور بغض و حسد کے زہر سے پوری طرح مسموم ہو چکی تھی، اور جس نے عربی اثرات کو نیست و نابود کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

اور تیسری وجہ جو نہایت اہم اور قابلِ غور ہے وہ یہ کہ یورپ نے ہمیشہ عربوں سے استفادہ کے بعد اصل ماخذ کو چھپایا ہے۔ یورپ کے تمام مورخین [illegible] [illegible] عربی ثقافت نے یورپ کے ادب پر کچھ